قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة المؤمن

(۳)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾
لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بغیر کسی سند کے، جو اُن کے پاس آئی ہو، اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکال رہے ہیں، اُن کے دلوں میں تو صرف بڑائی کی ہوس سمائی ہے[۱۴۶] جس کو وہ کبھی پانے والے نہیں ہیں۔ سو (اِن سے بے پروا ہو جاؤ اور) اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔ وہی در حقیقت سننے والا، دیکھنے والا ہے۔[۱۴۷] ۵۶

(اِنھیں تعجب ہے کہ لوگ مرنے کے بعد کس طرح اٹھائے جائیں گے)! واقعہ یہ ہے کہ زمین

۱۴۶۔ یعنی مخالفت کی وجہ محض بڑائی کی ہوس ہے، اُس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ حق اِن پر واضح نہیں ہوا یا اُس کے خلاف یہ کوئی دلیل اپنے پاس رکھتے ہیں۔

۱۴۷۔ لہٰذا مطمئن رہو، اِن متکبروں کے شر سے وہی تم کو محفوظ بھی رکھے گا۔

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۬ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ
فِيْهَا ۫ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ
لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦٠﴾

اور آسمانوں کو پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ مشکل ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔(اِن کا خیال ہے کہ سب مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ ہرگز نہیں)، اندھے اور بینا[۱۴۸] برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ایمان والے اور نیکوکار اور جو برائی کرنے والے ہیں، وہ برابر ہو سکتے ہیں۔(لوگو)، تم بہت کم سوچتے ہو۔[۱۴۹] یہ بالکل قطعی ہے کہ قیامت آ کے رہے گی، اِس میں کوئی شک نہیں، مگر اکثر لوگ مان نہیں رہے ہیں۔(اِس کی وجہ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ بندگی سے گریزاں ہیں)اور تمھارا پروردگار کہہ چکا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمھاری التجائیں قبول کروں گا۔[۱۵۰] یہ حقیقت ہے کہ

۱۴۸۔ اِس سے عقل و دل کے اندھے اور بصیرت رکھنے والے مراد ہیں۔

۱۴۹۔ یعنی ذرا سا بھی عقل و فہم سے کام نہیں لیتے، ورنہ یہ حقائق ایسے نہیں تھے کہ سمجھ میں نہ آتے۔

۱۵۰۔ یہ بندگی کی دعوت کا انتہائی دل نواز اسلوب ہے۔ عالم کا پروردگار انسان کو خود بلا رہا ہے کہ وہ اپنی حاجات اُس کے سامنے پیش کرے۔ اُس کے دروازے ہر شخص کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ اُس کی بارگاہ تک رسائی کے لیے کسی وسیلے یا سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس کا ہر بندہ، جب چاہے اور جہاں سے چاہے، اُس کے ساتھ براہ راست رابطہ پیدا کر سکتا ہے اور جو کچھ مانگنا چاہے، اُس سے مانگ سکتا ہے۔ اُس نے اگر صحیح چیز، صحیح طریقے سے اور صحیح وقت پر مانگی تو اُس کا پروردگار ضرور اُسے عطا فرمائے گا اور اگر کسی حکمت کے تحت موخر کرے گا تو کسی دوسرے وقت میں عطا فرما دے گا۔ بندے کو چاہیے کہ وہ خدا کے فیصلوں پر راضی رہے، اُس سے مایوس ہو کر ابلیس کی طرح سرکشی اختیار نہ کرے اور نہ اُس کا دروازہ چھوڑ کر دوسروں کے دروازے پر جائے، بلکہ زندگی کے آخری سانس تک اُسی کی دہلیز سے چمٹا رہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ
فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ
الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾

جو لوگ غرور کے مارے میری بندگی سے سرتابی کرتے ہیں،[۱۵۱] وہ ذلیل ہو کر عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔ ۵۷-۶۰

(لوگو)، اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمھارے لیے تاریک بنایا تاکہ اُس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُس میں کام کرو۔[۱۵۲] حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے، مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔[۱۵۳] یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے،[۱۵۴] ہر چیز کا خالق، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔[۱۵۵] پھر کہاں سے اوندھے ہو جاتے ہو؟ اِسی طرح وہ لوگ بھی اوندھے ہوتے رہے ہیں جو (تم سے پہلے) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ ۶۱-۶۳

۱۵۱۔ اصل الفاظ ہیں: 'یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ'۔ اِن میں 'عَنْ' اِس بات کا قرینہ ہے کہ 'اِسْتِكْبَار' یہاں اعراض کے مفہوم پر متضمن ہے۔

۱۵۲۔ اِس آیت میں 'الَّیْل' کے بعد 'مُظْلِمًا' اور 'مُبْصِرًا' کے بعد 'لِتَعْمَلُوْا' کے الفاظ وضاحت قرینہ کی بنا پر محذوف ہیں۔ اِس کی متعدد مثالیں پیچھے گزر چکی ہیں۔

۱۵۳۔ لہٰذا بندگی سے سرتابی کرتے اور اُس کے شریک ٹھیرانے لگتے ہیں۔

۱۵۴۔ یعنی جس نے رات اور دن کا یہ الٹ پھیر پیدا کیا، پھر اس کے باوجود کہ دونوں اضداد تھے، اُن کے اندر ایسی سازگاری اور ہم آہنگی رکھ دی کہ دونوں مل کر انسان کی پرورش کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے بتاتے ہیں کہ ہمارا خالق، اللہ ہی تمھارا پروردگار ہے۔

۱۵۵۔ یہ اُس کے خالق ہونے کا لازمی نتیجہ ہے۔ اِس لیے کہ جب نہ خلق میں اُس کا کوئی شریک ہے، نہ مخلوقات کے نظم و تدبیر میں تو اُس کے سوا کسی کو معبود کیوں بنایا جائے؟

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ
صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ
مِنْ رَّبِّيْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو تمھارے لیے مستقر اور آسمان کو چھت بنایا اور تمھاری صورت گری کی تو تمھاری صورتیں نہایت عمدہ بنائیں اور تم کو پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا فرمایا۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے۔ سو بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، جہانوں کا پروردگار۔ وہی زندہ ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا اُسی کو پکارو، اطاعت کو اُس کے لیے خالص کر کے۔ شکر کا سزاوار اللہ ہی ہے، جہانوں کا پروردگار۔ ۶۴-۶۵

اِن سے کہہ دو، (اے پیغمبر) کہ مجھے تو اِس سے روک دیا گیا ہے کہ میں اُن کی بندگی کروں جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ (نہیں، میں اُن کی بندگی نہیں کر سکتا)، جب کہ میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس کھلی دلیلیں آچکی ہیں اور مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں اپنے آپ کو رب العٰلمین کے حوالے کر دوں۔[۱۵۶] وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر تم کو وہ بچے کی صورت میں ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے، پھر تم کو پروان

۱۵۶۔ یعنی پرستش بھی اُسی کی کروں اور اطاعت بھی اُسی کی اور پورے دل کے ساتھ اُس کے سامنے سرافگندہ رہوں۔

لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى
وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِیْ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ۛ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ۙ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ

چڑھاتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو، پھر تم کو مہلت دیتا ہے کہ بڑھاپے کو پہنچ جاؤ۔[157] اور تم میں سے کوئی اِس سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور کسی کو وہ مہلت دیتا ہے[158] کہ تم ایک مقرر مدت پوری کر لو اور یہ سب اِس لیے کہ تم (حقائق کو) سمجھو۔[159] وہی ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت بھی۔ (اُس کے لیے یہ کچھ بھی مشکل نہیں ہے)۔ چنانچہ وہ جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اُس کو صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔۶۷-۶۸

تم نے دیکھے نہیں یہ لوگ جو (اِن سب حقائق کو دیکھتے اور اِس کے باوجود) اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں، یہ کہاں سے پھیر دیے جاتے ہیں؟ (یہی) جنھوں نے اللہ کی اِس کتاب کو[160] جھٹلا دیا اور اُن صحیفوں کو بھی جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا۔ سو عنقریب جان لیں

۱۵۷۔ اصل الفاظ ہیں: 'ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ، ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا'۔ اِن میں دو فعل استعمال ہوئے ہیں اور دونوں سے پہلے عربی زبان کے معروف اسلوب کے مطابق ایک ایک جملہ حذف کر دیا گیا ہے۔

۱۵۸۔ اوپر جس اسلوب کا ذکر ہے، اُسی کے مطابق یہ الفاظ بھی آیت میں محذوف ہیں۔

۱۵۹۔ یعنی وہ حقائق جو خدا کی قدرت و حکمت اور توحید و آخرت سے متعلق انبیا علیہم السلام نے واضح فرمائے ہیں۔

۱۶۰۔ یعنی قرآن مجید کو، جو وہی تعلیم دیتا ہے جو اللہ کے پیغمبر اور اُس کی تمام کتابیں دیتی رہی ہیں۔ چنانچہ قرآن کو جھٹلا دیا تو گویا سب کو جھٹلا دیا۔ آگے اِسی کی وضاحت ہے۔

اَعۡنَاقِهِمۡ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسۡحَبُوۡنَ ﴿٧١﴾ فِى الۡحَمِيۡمِ ۙ۬ ثُمَّ فِى النَّارِ يُسۡجَرُوۡنَ ﴿٧٢﴾ۚ
ثُمَّ قِيۡلَ لَهُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ﴿٧٣﴾ۙ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلۡ
لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمۡ
بِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَمۡرَحُوۡنَ ﴿٧٥﴾ۚ اُدۡخُلُوۡۤا
اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ﴿٧٦﴾

گے، جب اِن کی گردنوں میں طوق اوراِن کے پاؤں میں [161] زنجیریں ہوں گی۔ یہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے جائیں گے، پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ پھراِن سے پوچھا جائے گا: کہاں ہیں وہ جنھیں تم اللہ کے مقابل میں شریک ٹھیراتے تھے؟ یہ کہیں گے: وہ ہم سے کھوئے گئے، نہیں، بلکہ ہم تواِس سے پہلے کسی چیز کو پوجتے ہی نہیں رہے۔ اللہ اِس طرح اِن منکروں کے حواس گم کردے گا (کہ مانیں گے بھی اور انکار بھی کریں گے)۔ [162] ارشاد ہوگا: یہ تم اِس انجام کو اِس لیے پہنچے کہ زمین میں ناحق ریجھتے پھرتے رہے [163] اوراِس لیے کہ تم اتراتے تھے۔ (اب جاؤ)، جہنم

۱۶۱۔ یہ الفاظ اصل میں عربیت کے معروف اسلوب کے مطابق محذوف ہیں۔

۱۶۲۔ اِس کیفیت کی طرف قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں بھی اشارے ہیں کہ ایک ہی سانس میں یہ متکبرین اپنے معبودوں کا اقرار بھی کریں گے اور انکار بھی کہ شاید یہی چیز اِن کے لیے کچھ نافع ہو جائے۔

۱۶۳۔ اِسے ناحق اِس لیے کہا ہے کہ انسان کو دنیا میں جو چیزیں بھی ملتی ہیں، اُن میں سے کوئی بھی اُسے اُس کے کسی ذاتی استحقاق کی بنا پر نہیں ملتی۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور اُسی کی ملکیت ہے۔ اِس وجہ سے صرف اُسی کے لیے تکبر زیبا ہے، کسی دوسرے کے لیے یہ زیبا نہیں ہے۔ اگر کوئی دوسرا تکبر کرتا ہے تو یہ 'بِغَيۡرِ الۡحَقِّ' ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی خاص ردا اپنے اوپر ڈالنے کی جسارت کر رہا ہے، جو شرک ہے۔ 'الکبریاء رداءی' میں اِسی حقیقت کی یاددہانی کی گئی ہے۔“ (تدبرقرآن ۷/ ۶۴)

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيۡنَا يُرۡجَعُوۡنَ ﴿۷۷﴾

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۷۸﴾

کے دروازوں میں[۱۶۴] داخل ہو جاؤ، تم اُس میں ہمیشہ رہو گے۔ سو کیا ہی برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا! ۶۹-۷۶

(یہ نہیں مان رہے، اے پیغمبر)، تو صبر کرو۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ پھر جس عذاب کی وعید ہم اِنھیں سنا رہے ہیں، اُس کا کچھ حصہ ہم تمھیں دکھا دیں یا تم کو وفات دیں اور اِس کے بعد اِن سے نمٹیں،[۱۶۵] بہر کیف اِن کو پلٹنا ہماری ہی طرف ہے۔ ۷۷

تم سے پہلے بھی ہم نے بہت سے رسول بھیجے ہیں۔ اُن میں وہ بھی ہیں جن کے حالات ہم نے تمھیں سنا دیے ہیں اور وہ بھی جن کے حالات ہم نے تمھیں نہیں سنائے۔ اُن میں سے کسی رسول کا مقدور نہ تھا کہ اللہ کے اذن کے بغیر وہ کوئی نشانی لے آئے۔[۱۶۶] اِس لیے (انتظار کرو)، جب اللہ کا حکم آ جائے گا تو پورے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اُس وقت یہی اہل باطل خسارے میں ہوں گے۔ ۷۸

۱۶۴۔ یہ اُن سات دروازوں کی طرف اشارہ ہے جن کی تفصیل دوسرے مقام میں ہو چکی ہے۔

۱۶۵۔ یہ اُس سنت الٰہی کا حوالہ ہے جو رسولوں کے مکذبین کے لیے مقرر ہے۔ اِس میں بالعموم یہی دو صورتیں پیش آتی ہیں۔ پہلی صورت کی مثالیں قرآن میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہیں۔ دوسری صورت کی مثال یہود ہیں جن کی پیٹھ پر عذاب کا تازیانہ مسیح علیہ السلام کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد برسنا شروع ہوا۔

۱۶۶۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ تمھارے مخاطبین اگر بار بار عذاب کی نشانی کا مطالبہ کرتے ہیں تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس کا فیصلہ کسی رسول کے اختیار میں بھی نہیں تھا۔ اِسے ہمیشہ خدا نے کیا ہے اور اب بھی وہی اپنی حکمت کے تحت، جب مناسب سمجھے گا، کرے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَنۡعَامَ لِتَرۡكَبُوۡا مِنۡهَا وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۷۹﴾
وَلَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ وَلِتَبۡلُغُوۡا عَلَيۡهَا حَاجَةً فِیۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَعَلَيۡهَا وَعَلَى
الۡفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۸۰﴾ؕ وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ ۖۗ فَاَیَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنۡكِرُوۡنَ ﴿۸۱﴾
اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ
كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا
يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾

(لوگو، نشانیاں مانگتے ہو تو ذرا یہ نشانی بھی دیکھو کہ) اللہ ہی ہے جس نے تمھارے لیے چوپایے پیدا کیے کہ اُن میں سے کسی سے سواری کا کام لو اور کسی کو تم کھاتے ہو اور اُن میں تمھارے لیے دوسری منفعتیں بھی ہیں۔ یہ اِس لیے بھی پیدا کیے گئے کہ تمھارے دلوں میں جہاں جانے کی حاجت ہو، تم اُن پر سوار ہو کر وہاں پہنچ جاؤ۔[۱۶۷] (تم اگر غور کرو تو صحراؤں اور سمندروں میں) تم اُن پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔ وہ اپنی اور بھی نشانیاں تمھیں دکھاتا ہے، پھر تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے! ۷۹-۸۱

(یہ نہیں مانتے) تو کیا یہ اِس ملک میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ اُن لوگوں کا انجام کیا ہوا جو اِن سے پہلے گزرے ہیں؟ وہ اپنی قوت کے لحاظ سے بھی اِن سے کہیں بڑھ کر اور زمین میں اپنے آثار کے لحاظ سے بھی اِن سے کہیں زیادہ تھے[۱۶۸] تو اُن کی یہ کمائی اُن کے کچھ کام بھی نہیں آئی۔ ۸۲

۱۶۷۔ یہ اشارہ اونٹ کی طرف ہے جو اہل عرب کے لیے گویا سفینۂ صحرا تھا۔

۱۶۸۔ اصل الفاظ ہیں: 'كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡهُمۡ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ'۔ اِن میں 'اَكۡثَرَ' کا تعلق 'اٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ' سے اور 'اَشَدَّ' کا 'قُوَّةً' سے ہے۔

فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ وَحَاقَ بِهِمۡ
مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗ وَكَفَرۡنَا
بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشۡرِكِيۡنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ اِيۡمَانُهُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا ؕ سُنَّتَ
اللّٰهِ الَّتِيۡ قَدۡ خَلَتۡ فِيۡ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾

چنانچہ اُن کے رسول جب اُن کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنے اُس علم پر نازاں رہے[۱۶۹] جو اُن کے پاس تھا اور اُنھیں اُس عذاب نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکار اٹھے کہ ہم خداے واحد پر ایمان لائے اور ہم اُن سب چیزوں کا انکار کرتے ہیں جنھیں ہم خدا کے شریک ٹھیراتے تھے۔ پر جس وقت ہمارا عذاب دیکھ چکے تو اُن کا یہ ایمان اُن کے لیے کچھ بھی نافع نہیں ہوا۔ یہی اللہ کی سنت ہے جو اُس کے بندوں میں جاری رہی ہے۔ اور جو منکر تھے، وہ اُس وقت خسارے میں رہے۔ ۸۳-۸۵

۱۶۹۔ یعنی وہ علم جو اُنھوں نے دنیوی ذرائع سے حاصل کیا تھا اور جسے وہ اپنی تمدنی ترقیوں کی بنیاد سمجھتے تھے۔

کوالالمپور

۲۶/ جولائی ۲۰۱۴ء